خطبات جمعہ

خطبہ نمبر 76

عنوان:

مسائل قربانی



مرتب:

مولانا محمد اکبر علی برکاتی

روشن مستقبل دہلی

مجلسِ اِدارت

- مولانا نثار احمد مصباحی
- مولانا محمد شاہد علی مصباحی
- مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی
- مولانا توصیف رضا سنبھلی
- مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی
- مولانا طارق انور مصباحی کیرالا
- مفتی فیضان سرور مصباحی
- مولانا زاہد علی مرکزی
- محمد زبیر قادری

مجلسِ مشاورت

مولانا محمد اکبر علی برکاتی	مولانا نوید اختر امجدی
مفتی فیضان المصطفیٰ قادری	مولانا محمد شاہ عالم مصباحی
مفتی ازہار احمد امجدی ازہری	مولانا سید قدیر رضا مصباحی
مولانا بلال احمد نظامی	مولانا عبد القدیر مصباحی
مولانا محمد صادق مصباحی	مولانا محمد کامل مصباحی
مولانا شان عالم قادری مصباحی	مولانا فاضل مصباحی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ O وَ الْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ O وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ O وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلَى بَلَدٍ لَمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ O وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ O

والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین ۔ اما بعد

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللهِ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَإِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ O الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَى مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۔ (35،الحج)

صدق اللہ العلی العظیم وبلّغنا رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذالك لمن الشاھدین والشاکرین. والحمد للہ رب العالمین۔

سب سے پہلے ہم اور آپ مل کر اپنے اور پوری کائنات کے آقا و مولیٰ حضور اقدس سید عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل واصحاب کی مقدس بارگاہوں میں بہ آواز بلند درود وسلام کا نذرانہ پیش کریں ۔ پڑھیں!

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ طِبِّ الْقُلُوْبِ وَدَوَائِهَا . وَعَافِيَةِ الْأَبْدَانِ وَشِفَائِهَا . وَنُوْرِ الْأَبْصَارِ وَضِيَائِهَا . وَقُوْتِ الْأَرْوَاحِ وَغِذَائِهَا . وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلِّمْ .

خطبۂ مسنونہ کے بعد قرآنِ مقدس کی جس آیتِ کریمہ کی تلاوت کی ہے، پہلے اُس کا ترجمہ سماعت فرمالیجیے:

''اور ہر اُمت کے لیے ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی، تا کہ اللہ کا نام لیں اس کے دیے ہوئے بے زبان جانوروں پر۔تو تمہارا معبود ایک معبود ہے۔لہٰذا اسی کے حضور گردن رکھو۔

اور اے محبوب! خوشی سنا دو تواضع اختیار کرنے والوں کو کہ جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے؛ تو ان کے دل ڈرنے لگتے ہیں۔اور انھیں بھی خوش خبری سنا دو؛ جو مصیبت آپڑے تو اس کو برداشت کر لیتے ہیں، اور نماز قائم رکھنے والوں کو بھی بشارت دے دو۔اور انھیں بھی جو ہمارے دیے سے خرچ کرتے ہیں۔(کنزالایمان)

محترم حضرات!

ذی الحجہ اسلامی کیلنڈر کا آخری مہینہ ہے۔اسی مہینے میں اللہ عزوجل جس پر اپنا فضل واحسان فرماتا ہے، اسے اپنے حرم پاک میں حاضری اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دربار کی زیارت کی توفیق مرحمت فرماتا ہے۔اور یہی مہینہ سیدنا حضرت ابراہیم و سیدنا حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی عظیم سنّت یعنی اپنے رب کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لیے جانی و مالی ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کی یاد بھی تازہ کراتا ہے۔

سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام یہ ہے کہ ولادت سے لے کر اپنے ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے تک آپ کی پوری زندگی، باطل قوتوں کو شکست دینے اور مصنوعی خدائی کے دعوے داروں کو معبودِ حقیقی کی بارگاہ میں سجدہ ریز کرنے کی کوشش میں گزری۔

محترم حضرات!

ہمارے اور آپ کے ہی نہیں بلکہ پوری کائنات اوّلین وآخرین کے نبی ورسول حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آباؤ اجداد میں ایک نام سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا بھی آتا ہے۔آج ہم اختصار کے ساتھ ان کا ذکر پاک کریں گے۔

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک بیٹے سیدنا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں۔قریش اور بہت سے عرب قبائل انہیں کی نسل سے ہیں۔معتبر روایتوں کے مطابق صحیح اسناد کے ساتھ اکیس پشتوں تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سلسلۂ نسب ملتا ہے۔بیان کرنے والے تو سیدنا حضرت آدم علیہ السلام تک بیان کر دیتے ہیں لیکن وہ معتبر نہیں۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اکیس پشتوں تک معتبر سلسلۂ نسب شاید آپ نے نہ سنا ہو اس لیے ہم آپ کو سنائے دیتے

ہیں۔سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۱) بن عبداللہ بن (۲) عبدالمطلب بن (۳) ہاشم بن (۴) عبدمناف بن (۵) قصی بن (۶) کلاب بن (۷) مرہ بن (۸) کعب بن (۹) لوی بن (۱۰) غالب بن (۱۱) فہر بن (۱۲) مالک بن (۱۳) نضر بن (۱۴) کنانہ بن (۱۵) خزیمہ بن (۱۶) مدرکہ بن (۱۷) الیاس بن (۱۸) مضر بن (۱۹) نزار بن (۲۰) معد بن (۲۱) عدنان۔

سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی ولادت سے پہلے ہی نمرود کے درباری نجومیوں نے اسے خبر کردی تھی کہ تیری سلطنت میں ایک ایسا بچہ پیدا ہونے والا ہے جو تیرے اور تیری حکومت کے خاتمہ کا سبب ہوگا۔شکم مادر میں آنے کی معین رات بھی بتادی۔اُس نے اپنی حکومت کی پوری طاقت صرف کردی مگر نہ تو شکم مادر میں آنے سے روک سکا اور نہ ہی پلنے بڑھنے سے۔اللہ عزوجل کے حکم سے آپ نے توحید و رسالت کی ذمّے داری کا آغاز اپنے گھر سے ہی کیا۔آپ کا چچا آزر صرف بتوں کا پجاری ہی نہ تھا بلکہ بت گر، و بت فروش بھی تھا۔جب حضرت ابراہیم کچھ بڑے ہوئے تو بازار میں جا کر بُت پرستی کی مذمت میں تقریریں فرمانے لگے۔بتوں کی بے بسی و بے کسی کو عملی طور پر لوگوں کو دکھانے لگے۔شاہی صنم کدہ توڑ ڈالا۔تا کہ لوگوں کی آنکھ کھلے کہ ہم کیسے بے کسوں اور بے بسوں کو اپنا معبود اور خدا بنائے بیٹھے ہیں۔بھرے دربار میں نمرود اور اُس کے درباریوں کو مناظرہ میں شکستِ فاش دی۔جب وہ دلائل و براہین سے نہ جیت سکے تو آپ علیہ السلام کو ہی آگ میں جلانے کی کوشش کی،جس میں وہ بُری طرح ناکام ہوگئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سو سال سے زیادہ کی عمر میں اللہ جل مجدہٗ نے اولاد کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔چوں کہ اللہ جل مجدہٗ اپنے محبوبوں کو اُن کے مراتب بلند کرنے کے لیے آزمائشوں میں ڈالتا ہے،اور خود ہی صبر و شکر کی توفیق عطا فرما کر بلند درجات عطا فرماتا ہے۔سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام تو اللہ جل شانہ کے خلیل ہیں لہٰذا یہ بھی آزمائے گئے۔پہلے اپنی بیوی بچے کو اُس وقت بے سایہ و پانی والی جگہ حرم مکہ میں چھوڑنے کا حکم ہوا۔جب وہی بچہ یعنی سیدنا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کچھ بڑے ہوئے تو انہیں ہی اپنے رب کے نام پر قربان کرنے کا حکم ہوا۔جسے انھوں نے بخوبی نبھایا۔مگر اللہ رحمن و رحیم نے گوارہ نہ فرمایا کہ ایک باپ کے ہاتھوں اسی کا بیٹا ذبح ہو۔اپنے فضل و احسان سے اس رحیم و کریم رب نے اس کی جگہ دُنبہ ذبح کروادیا۔یہ ادا اللہ جل شانہ کو اس قدر پسند آئی کہ قیامت تک کے لیے اپنے بندوں کو حکم دے دیا کہ ہر سال سنّتِ ابراہیمی کی یاد تازہ کرتے ہوئے میرے نام پر جانور ذبح کرو۔

محترم سامعین کرام!

وقت کی کمی کو سامنے رکھتے ہوئے یہاں قربانی سے متعلق فقط دو حدیثیں بیان کر رہا ہوں، تاکہ فضائل قربانی بیان کرنے والی احادیث کی برکت سے ہمارے ایمان کو تازگی نصیب ہو جائے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا هَذِهِ الْأَضَاحِيُّ؟ قَالَ: سُنَّةُ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ قَالُوا: فَمَا لَنَا فِيهَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: بِكُلِّ شَعَرَةٍ، حَسَنَةٌ۔ قَالُوا: فَالصُّوفُ؟ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: بِكُلِّ شَعَرَةٍ مِنَ الصُّوفِ، حَسَنَةٌ۔

(سنن ابن ماجہ، المعجم الکبیر للطبرانی)

سیدنا حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ قربانیاں کیوں کی جاتی ہیں، ان کی حقیقت کیا ہے؟ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی سنّت ہے۔ پھر صحابہ کرام نے پوچھا: قربانیاں کرنے سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہیں قربانی کے جانور کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی ملے گی۔ پھر صحابۂ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر وہ جانور بالوں والا نہ ہو کر اون والا ہو؟ یعنی بھیڑ، دُنبہ وغیرہ۔ انہیں قربان کرنے سے ہمیں کیا ملے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اون کے ہر بال کے بدلے بھی اللہ جل مجدہٗ ایک نیکی عطا فرمائے گا۔

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ يَوْمَ النَّحْرِ عَمَلًا أَحَبَّ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، مِنْ هِرَاقَةِ دَمٍ، وَإِنَّهُ لَيَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، بِقُرُونِهَا، وَ أَظْلَافِهَا، وَ أَشْعَارِهَا، وَ إِنَّ الدَّمَ، لَيَقَعُ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ، فَطِيبُوا بِهَا نَفْسًا۔ (سنن ابن ماجہ، باب ثواب الاضحیۃ)

اُمّ المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایامِ قربانی میں انسان کا کوئی بھی کام اللہ عزوجل کو اس قدر محبوب نہیں ہے جس قدر اس کی راہ میں خون بہانا یعنی جانور کی قربانی کرنا۔ بیشک وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، کھروں اور بالوں کیساتھ آئے گا۔ اور بیشک قربانی کے جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی اللہ جل مجدہٗ شرفِ قبولیت سے مشرف فرما دیتا ہے، لہٰذا اسے یعنی قربانی کو

خوش دلی کیساتھ کرو۔

اس حدیث مبارکہ میں آقا کریم ﷺ نے بالکل واضح فرمادیا کہ قربانی کے جانور کی قیمت بلکہ اس سے بھی سیکڑوں لاکھوں گنا زیادہ رقم دینے سے اس قدر اللہ عزوجل کی رضا وخوشنودی حاصل نہیں کی جاسکتی جس قدر اس کی رضا کے لیے قربانی کے جانوروں کا اللہ رب العزت کی بارگاہ میں خون بہانے یعنی ذبح کرنے سے حاصل ہوگی۔ مسلمان کا ہر کام رضائے الٰہی کے لیے ہونا چاہیے۔ جب جانور ذبح کرنے سے اللہ جل مجدہٗ راضی ہو تو ہم جانور ذبح کریں گے۔ اور دوسرے موقع پر دیگر صدقہ وخیرات کرنے سے ہمارا رب راضی ہو، تو وہ کریں گے۔ جسمانی، علمی، ذہنی، سیاسی، سماجی، معاشی، الغرض جس چیز کا مطالبہ ہو وہ خرچ کریں گے۔ اس حدیث پاک میں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے عقیدے اور قربانی کرنے والے کو پُل صراط پر کیا فائدہ ہوگا، اسے بھی بیان فرمادیا کہ قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، کھروں کے ساتھ آئے گا۔

محترم سامعین کرام!

فتاویٰ عالمگیری میں قربانی کی تعریف کی اس طرح کی گئی ہے۔

الْأُضْحِيَّةِ وَهِيَ فِي الشَّرْعِ: اسْمٌ لِحَيَوَانٍ مَخْصُوصٍ بِسِنٍّ مَخْصُوصٍ يُذْبَحُ بِنِيَّةِ الْقُرْبَةِ فِي يَوْمٍ مَخْصُوصٍ عِنْدَ وُجُودِ شَرَائِطِهَا وَسَبَبِهَا، كَذَا فِي التَّبْيِينِ. (وَأَمَّا) (رُكْنُهَا) : فَذَبْحُ مَا يَجُوزُ ذَبْحُهُ فِي الْأُضْحِيَّةِ بِنِيَّةِ الْأُضْحِيَّةِ فِي أَيَّامِهَا۔

(فتاویٰ عالمگیری [كِتَابُ الْأُضْحِيَّةِ [الْبَابُ الْأَوَّلُ فِي تَفْسِيرِ الْأُضْحِيَّةِ وَرُكْنِهَا وَصِفَتِهَا وَشَرَائِطِهَا وَحُكْمِهَا]

یعنی: شریعتِ مطہرہ میں قربانی نام ہے: مخصوص عمر کے مخصوص جانور کو، مخصوص ایام میں، اللہ عزوجل کا قرب حاصل کرنے کے لیے، تمام ضروری شرائط واسباب پائے جانے پر، ذبح کرنا۔

اسی کتاب میں ہے کہ

قربانی کے ایام تین ہیں۔ دس ذی الحجہ: شہروں میں نمازِ عید کے بعد، دیہاتوں میں طلوعِ فجر کے بعد سے گیارہ ذی الحجہ، بارہ ذی الحجہ کو غروبِ آفتاب سے پہلے تک... پہلے دن یعنی دس ذی الحجہ کو قربانی کرنے میں سب سے زیادہ ثواب ہے، اور آخری دن سب سے کم۔ (فتاویٰ عالمگیری)

دس ذی الحجہ کو ''یوم النحر'' کہا جاتا ہے۔ جب کہ گیارہ، بارہ اور تیرہ ذی الحجہ کو ''ایام تشریق'' کہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے زمانۂ اقدس میں بلکہ اور پہلے سے، قربانی کا (بچا ہوا) گوشت دھوپ میں خشک کر کے رکھا جاتا تھا۔ تاکہ بہت دنوں تک کھایا جاسکے۔ سورج کی کرن کو ''شرق'' کہا جاتا ہے۔ جس کی جمع اشراق ہے۔ اور دھوپ میں خشک کرنے کو ''تشریق'' یعنی دھوپ دکھانا کہا جاتا ہے۔ لہٰذا جن دنوں میں گوشت خشک کیا جاتا تھا؛ انہیں ''ایامِ تشریق'' کہا جانے لگا۔

یہ تین دن ''ایام تشریق'' کہے جاتے ہیں، البتہ تکبیر تشریق نویں کی فجر سے تیرھویں کی عصر تک فرض نمازوں کے بعد پڑھی جائے گی۔ ایک مرتبہ بلند آواز سے پڑھنا واجب ہے، تین مرتبہ مستحب۔ نمازِ عید کو جاتے ہوئے بھی تکبیر تشریق بلند آواز سے پڑھنا چاہیے۔ تکبیر تشریق یہ ہے:

اَللّٰہُ اَکْبَر اللہ اکبر، لا الٰہ إلا اللہ، واللہ اکبر اللہ اکبر، وللہ الحمد۔

محترم حضرات!

بہت سے مسلمانوں کے ذہن میں قربانی کے مسائل کے بارے میں زیادہ معلومات نہ ہونے کی وجہ سے عجب عجب تصورات قائم ہیں۔ ایسے میں چاہیے کہ غلط سلط افواہ اور خیالات پر توجہ دینے کے بجائے قریب کے علمائے کرام ومفتیانِ اسلام سے رابطہ کریں، تاکہ ہماری قربانی درست انداز میں ہوسکے۔ ہم یہاں پر چند باتیں پیش کر رہے ہیں، بہت غور سے سماعت کیجیے:

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ایک مسلمان کی طرف سے زندگی میں صرف ایک مرتبہ قربانی واجب ہے۔ اسی وجہ سے بعض کم علم مسلمانوں کو یہ کہتے سنا گیا ہے کہ حضرت میں پہلی مرتبہ قربانی کروا رہا ہوں۔ تو حضور سید عالم ﷺ کے نام سے کرواؤں۔ اگلے سال اپنی طرف سے کرواؤں گا۔

کچھ حضرات ایسا بھی کرتے ہیں کہ ایک سال اپنی طرف سے، ایک سال بیوی کی طرف سے، پھر یکے بعد دیگرے بچوں کی طرف سے کرواتے رہتے ہیں۔

پیارے دینی بھائیو!

شریعت مطہرہ میں یہ مسئلہ اس طرح نہیں ہے۔ بلکہ درست مسئلہ یہ ہے کہ مرد وعورت، یا میاں بیوی میں سے جو بھی صاحبِ نصاب ہے، اُسے اپنی طرف سے ہر سال قربانی کرنا واجب ہے۔ اگر اسے حضور نبی کریم ﷺ کی

طرف سے قربانی کروانا ہے۔تو الگ سے جانور ذبح کرے یا کسی جانور میں حصہ لے۔اگر کسی مرحوم کو قربانی کا ایصالِ ثواب کرنا ہے،تب بھی الگ سے جانور لے کر یا بڑے جانور میں حصہ ڈال کر قربانی کرے۔اگر ماں باپ، بیوی یا اپنے ان بچوں کی طرف سے قربانی کرنا چاہتا ہے، جو صاحبِ نصاب نہیں ہیں،تب بھی ان سب کے لیے الگ سے قربانی کرنا ہوگی۔خلاصہ یہ کہ ماں باپ، دادا دادی، بیوی، بیٹوں میں سے جو بھی صاحبِ نصاب ہے، اسے ہر سال اپنے طرف قربانی کرنی ہوگی۔

محترم حضرات!

اللہ عزوجل نے ہی ہمیں مال و دولت سے نوازا، کسی کو کم کسی کو زیادہ۔اس عطائے ربانی پر ہم جس قدر شکر کریں کم ہے۔اللہ پاک کی عطا فرمودہ نعمتوں کا شکر جس طرح زبان سے ادا کرنا ضروری ہے، اسی طرح مال اور جسم سے بھی۔صحت مند جسم کی زکوٰۃ روزہ رکھ کر، جہاد کر کے، یا جہاں کہیں بھی جسمانی طاقت کی ضرورت ہو، وہاں کام کر کے ادا کرتے ہیں۔اسی طرح اللہ جل مجدہٗ کے فرمان کے مطابق مالی قربانی دینا ضروری ہے۔

میرے پیارے مسلمان بھائیو!

ہم سے بہتر آپ دیکھ اور سُن رہے ہوں گے کہ مسلمانوں کا مال ہڑپنے کے لیے کتنے ہی جواری، شرابی، سٹے باز، سنیما باز مسلمان زکوٰۃ و فطرہ کا پیسہ لے کر عیاشیوں میں اُڑا ڈالتے ہیں۔ یقیناً یہ لوگ ان مسلمانوں کی حق تلفی کرتے ہیں جو واقعتاً غریب ہیں۔اور اپنی جائز ضروریات میں خرچ کرتے ہیں۔چونکہ مسلمان رمضان و ایامِ قربانی میں بہت رقم غربا و مساکین میں خرچ کرتے ہیں۔ یہ بات غیر مسلم بھی جانتے ہیں۔اسی کا فائدہ اُٹھا کر بہت سے غیر مسلم مرد و عورتیں مسلمانوں جیسا لباس پہن کر مسلم محلوں میں مانگنے نکل پڑتے ہیں۔اور ہم انہیں غریب سمجھ کر موٹی موٹی رقمیں ان کے حوالے کر دیتے ہیں۔اور پھر وہ رقمیں ہمارے ہی خلاف استعمال ہوتی ہیں۔ضرورت کے وقت غیر مسلموں کو بھیک دیا جا سکتا ہے لیکن صدقاتِ واجبہ کی رقم دینا کسی طرح درست نہیں۔

اسی طرح عید الاضحیٰ آنے سے ہفتوں پہلے ہی مساجد، مدارس، یا مختلف تنظیموں کی طرف سے چوراہوں، گلی محلّوں میں مخصوص رقم کے عوض قربانی کا حصّہ لینے کے بڑے بڑے پوسٹر لگائے جاتے ہیں۔ممبئی، دہلی جیسے بڑے شہروں میں یہ وبا عام ہے۔کسی میں آسام جا کر قربانی کرنے کا وعدہ ہوتا ہے تو کسی میں اُڑیسہ و کیرالا کا۔بڑے شہروں میں لوگوں کے پاس پیسہ تو بہت ہے لیکن ہر ایک کے پاس قربانی کا جانور خریدنے، اسے رکھنے اور قربانی کرنے کی

فرصت اور جگہ میسر نہیں ہوتی۔انہیں مجبوریوں کی وجہ سے وہ حضرات حصّے کی مخصوص رقم دے کر فارغ ہوجانا چاہتے ہیں۔

پیارے اسلامی بھائیو!

مسلمانوں کی اسی مجبوری کا فائدہ اُٹھا کر خدا کی پکڑ سے غافل کچھ چالاک لوگ آپ سے رقمیں تو جمع کرتے ہیں لیکن قربانی کہیں نہیں کرتے۔ساری رقم ہضم کر جاتے ہیں۔

میں (یعنی مولانا محمد اکبر علی برکاتی) ایک مرتبہ بقرعید کے کچھ پہلے اپنے کھیتوں کی طرف گیا۔کئی چرواہے گاؤں والوں کے جانور چرا رہے تھے۔جانوروں کی تعداد ڈیڑھ دو سو ہوگی۔چرواہے مسلم بھی تھے غیر مسلم بھی۔جب وہاں پہنچا تو لوگوں نے ایک ایسے مسلم اکثریت گاؤں کا نام لیا جو میرے ہی علاقے میں ہے۔وہاں کوئی دارالعلوم یا ایسا مدرسہ بھی نہیں جہاں دس بچے بھی رہتے ہوں۔اس کے بارے میں بارہا سننے کو ملا کہ وہاں کے لوگ ممبئی، بھوپال، ناسک وغیرہ سے قربانی کے حصوں کی رقم لاکھوں میں جمع کرتے ہیں۔بتایا کہ چار پانچ لوگ ہماری اور تمام جانوروں کی ویڈیوگرافی کرتے رہتے ہیں۔مجھ سے اس کی وجہ جاننا چاہی۔میں نے اِن سیدھے سادے دیہاتیوں سے تو یہی کہا کہ وہ لوگ اِدھر سے گزر رہے ہوں،تمہارے جانور موٹے تازے نظر آئے تو فوٹو کھینچ لی ہوں گی۔لیکن جو سنتا آیا ہوں اس کے مطابق حقیقت یہ ہے کہ بڑے بڑے شہروں میں بیٹھے سیٹھوں کو یہ ویڈیو دکھا کر انہیں باور کرایا جاتا ہے کہ یہ وہ جانور ہیں جنہیں ہم نے آپ کی دی ہوئی رقم سے خریدا ہے۔انہیں چَرانے کے لیے یہ چرواہے ہیں۔پھر دس بیس جانور ذبح کر کے ان کی ہر جہت سے ویڈیوگرافی کر کے بتایا جاتا ہے کہ یہ قربانی ہونے کا منظر ہے،جس میں سیکڑوں جانور ذبح کرنے اور گوشت غریبوں میں تقسیم کرنے کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔

اس طرح بعض جگہوں پر اجتماعی قربانی کا دھندا چل رہا ہے۔استغفراللہ

علامہ اقبال نے بہت پہلے کہا تھا:

شہری ہو دیہاتی ہو مسلمان ہے سادہ
مانند بتاں پجتے ہیں کعبے کے برہمن

میری گزارش ہے کہ آپ اپنے کاموں کے لیے سارا وقت خرچ کرتے ہیں، کچھ وقت دینی کام کے لیے بھی نکالیے۔بہتر ہوگا کہ اپنی بستی، اپنے شہر کے مدارس وتنظیموں میں ہی حصہ لیجیے اور خود جا کر جانور دیکھیے، اپنے سامنے

قربانی کروائیے۔ بہت اچھا ہو اگر اپنی نگرانی میں ہی گوشت تقسیم کرائیں۔ تاکہ مدارس اور غریبوں کا بھلا ہو اور مسلمانوں کا پیسہ لوٹنے والی فرضی تنظیموں سے جان چھوٹے۔

کچھ باتیں اور عرض ہیں، ملاحظہ فرمائیں اور ان کا خیال رکھیں۔

قربانی میں یہ غلطیاں آپ کو بھاری پڑ سکتی ہیں:

(1) اکثر یہ دیکھا جاتا ہے کہ قربانی گھر کا کوئی ایک فرد کرا لیتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ سبھی کی طرف سے ہو گئی۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے، اگر گھر میں دس افراد ہیں اور سبھی مالکِ نصاب ہیں تو سبھی پر الگ الگ قربانی واجب ہوگی۔

(2) بڑے جانور میں شرکت کرنے والے سبھی لوگوں کا سنّی صحیح العقیدہ ہونا ضروری ہے، اگر ایک بھی بدمذہب، مثلاً وہابی، دیوبندی، رافضی، اہلِ حدیث وغیرہ شامل ہوا تو سب کی قربانی برباد ہوئی۔ یونہی اگر سب سنّی ہیں لیکن ذبح کسی بدعقیدہ فرقے والے سے کرایا تو بھی جانور حلال نہ ہوا۔

(3) اکثر عورتوں پر قربانی واجب ہوتی ہے کیونکہ اکثر خواتین کے پاس زیور ہوتا ہے اور مائیکے کے زیور کی مالک عورت ہی ہوتی ہے۔ بسا اوقات سُسرالی زیور کی مالک بھی بنادی جاتی ہیں۔

آیئے سمجھتے ہیں کہ عورتیں کس طرح اپنے زیورات کی وجہ سے صاحبِ نصاب ہوتی ہیں اور اُن پر قربانی واجب ہوتی ہے۔

کچھ دن قبل یعنی 13 جولائی 2021 کو لکھنؤ صرافہ بازار کے مطابق زیورات میں عام طور سے استعمال ہونے والے 22 کیرٹ سونے کا ریٹ تقریباً 47000 روپے (دس گرام) تھا۔ اس لحاظ سے اگر کسی عورت کے پاس دس گرام یعنی موجودہ ایک تولہ سونے کا زیور بھی ہے تو اس کی قیمت 47000 روپے ہوئی۔ جو پرانے تولے سے ساڑھے باون تولہ یعنی 612 گرام چاندی کی قیمت سے زیادہ ہے۔ 13 جولائی 2021 کو چاندی کی قیمت کم و بیش 69000 روپے کلو تھی۔ اس حساب سے ہر وہ عورت جس کے پاس اتنا سونا، یا سونا چاندی دونوں ہے، جسے ملا کر پرانے تولے سے ساڑھے باون تولہ چاندی خریدی جا سکے یا اس کی قیمت کو پہنچ جائے، وہ صاحبِ نصاب ہے۔ لہٰذا ہر ایسی عورت یا مرد جس کے پاس اس قدر روپیہ، یا اتنی قیمت کی کوئی چیز جو حاجتِ اصلیہ یعنی بنیادی انسانی ضرورتوں سے زائد ہے، اگر رکھتے ہیں تو ان پر الگ الگ قربانی واجب ہے۔

منّت کی قربانی کا گوشت نہیں کھا سکتے:

(4) قربانی کی منّت مانی اور یہ معین نہیں کیا کہ بھینس کی قربانی کرے گا یا بکری کی، تو منّت صحیح ہے، بکری کی قربانی کر دینا کافی ہے، اور اگر بکری کی قربانی کی منّت مانی تو اونٹ یا بھینس کی قربانی کر دینے سے بھی منت پوری ہو جائے گی۔منّت کی قربانی کا گوشت نہیں کھا سکتا بلکہ سارا گوشت وغیرہ صدقہ کر دے اور کچھ کھا لیا ہے تو جتنا کھایا اُس کی قیمت صدقہ کرے۔(بہار شریعت، قربانی کا بیان)

قربانی اگر منّت کی ہے تو اُس کا گوشت نہ خود کھا سکتا ہے نہ اغنیا کو کھلا سکتا ہے بلکہ اس کو صدقہ کر دینا واجب ہے۔ وہ منّت ماننے والا فقیر ہو یا غنی دونوں کا ایک ہی حکم ہے کہ خود نہیں کھا سکتا ہے، نہ غنی (مال دار) کو کھلا سکتا ہے۔(بہار شریعت)

(5) میّت کی طرف سے قربانی کی تو اُس کے گوشت کا بھی وہی حکم ہے کہ خود کھائے، دوست احباب جسے چاہے دے........اور اگر میّت نے کہہ دیا ہے کہ میری طرف سے قربانی کر دینا، تو اس میں سے نہ کھائے بلکہ پورا گوشت صدقہ کر دے۔(بہار شریعت)

ذبح کے وقت ان باتوں کا خیال رکھیں:

(6) اگر جانور کسی دوسرے سے ذبح کرایا اور خود اپنا ہاتھ بھی چھری پر رکھ دیا کہ دونوں نے مل کر ذبح کیا تو دونوں پر بِسْمِ اللہ کہنا واجب ہے، ایک نے بھی قصداً چھوڑ دیا یا یہ خیال کر کے چھوڑ دیا کہ دوسرے نے کہہ لیا ہے، اس لیے مجھے کہنے کی ضرورت نہیں، تو اِن دونوں صورتوں میں جانور حلال ہی نہ ہوا (قربانی تو دور کی بات ہے)۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ امام صاحب یا مولانا صاحب ذبح کے لیے جاتے ہیں اور کھال وغیرہ اُتارنے کے لیے دوسرے لوگ ہوتے ہیں، بسا اوقات یہ کھال اُتارنے والے اور گوشت کاٹنے والے غیر مسلم ہوتے ہیں۔

اب احتیاط یہ کرنا ہے کہ جب جانور ذبح کیا جائے تو اس کی چار رگوں میں سے کم از کم تین رگیں کٹ جائیں۔ ہوتا یہ ہے کہ امام صاحب نے ذبح کیا اور ابھی درست ذبح نہ ہوا اور گوشت کاٹنے والے مسلم یا غیر مسلم چھری لے کر ذبح کرنے لگا تو مسلم کے لیے بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھنا ضروری ہے ورنہ جانور حلال نہ ہوا۔ یونہی غیر مسلم نے ہاتھ لگایا تو بھی جانور حلال نہ ہوا۔ اُس وقت اگر مسلم چھری لے تو بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھے، اور اگر غیر مسلم ہے تو

اس سے کہیں کہ ہمیں بتاؤ ابھی صحیح سے ذبح ہوا یا نہیں؟ اگر نہیں ہوا ہے تو خود کرے، اسے چھری نہ دے ورنہ سب برباد ہو جائے گا، قربانی تو ہو گی ہی نہیں، گوشت بھی حلال نہ ہوگا۔

غیر مسلم کاروباری سے گوشت خریدنا کیسا؟

(7) بہت سے وہ غیر مسلم جو بکرے کے گوشت کا کاروبار کرتے ہیں بقرعید میں جانور کسی مسلم سے ذبح کرا لیتے ہیں اور سارے مسلمان جا کر گوشت لے آتے ہیں، یہاں بھی بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ ذبح ہونے سے لے کر گوشت کٹنے، فروخت ہونے تک ایک مسلمان کی نظر میں رہنا ضروری ہے، اگر کسی مسلمان نے ذبح کیا اور چلا گیا پھر چند لمحے ایسے گزرے کہ اس کے پاس کوئی مسلمان نہیں تھا، اب ایسا گوشت خریدنا حرام ہے۔ آپ اگر ایسی جگہوں سے گوشت لاتے ہیں تو احتیاط کیجئے۔

یونہی اگر ذبح کرنے والا سنّی صحیح العقیدہ نہیں ہے تو بھی گوشت حرام ہے، لہٰذا ذبح کرنے والے کے متعلق بھی پوچھ لیں کہ کس نے ذبح کیا ہے؟

ایک وائرل ویڈیو کی حقیقت:

(8) ایک ویڈیو بہت وائرل ہے جس میں سرکارِ اقدس علیہ التحیۃ والثنا کے عمل کو دلیل بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ اس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ حسبِ حیثیت قربانی ہو سکتی ہے۔ اگر پیسہ نہ ہو تو سارے گھر والوں کی طرف سے ایک ہی کافی ہے، اگر پیسہ ہو تو سب الگ الگ یا جتنی چاہیں کر سکتے ہیں، ساری قربانیاں واجب کی ادائیگی ہوں گی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حضور علیہ السلام کا خاصہ تھا، آپ نے اپنی طرف سے بھی قربانی کی اور ایک ہی بکرے میں اپنے اہلِ خانہ اور ساری اُمت کی طرف سے کی۔ آقا علیہ السلام کو اختیار تھا، انھوں نے ایسا کیا لیکن ہم نہیں کر سکتے۔ اگر ہم آقا علیہ السلام کے اس عمل کو دلیل بنائیں تو پھر قربانی کی ضرورت ہی کیا؟ کہ آقا علیہ السلام جب ہماری طرف سے کر چکے تو وجوب ساقط ہوا، لہٰذا اب ہم نفلی کے چکّر میں کیوں پڑیں؟ جب آقا علیہ السلام فرما چکے کہ یا اللہ ساری اُمت کی طرف سے یہ قربانی پیش ہے، اسے قبول فرما۔

آقا علیہ السلام نے قربانی کرتے ہوئے یہ تو فرمایا کہ یہ سب کی طرف سے ہو گئی، لیکن یہ نہ فرمایا کہ ساری

اُمت قربانی سے بری ہوگئی- ہاں وہ نادار طبقہ جو صاحبِ نصاب نہیں، ان کو یہ قربانی کفایت کرے گی-
اس طرح تو سب کچھ ہلکا ہوجائے گا-

(9) آقا علیہ السلام نے ایک صحابی کے لیے بکری کے چھ ماہ کے بچے کو قربانی کی اجازت عطا فرمائی، تو کیا ہم بھی ایسا کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں! کسی امام نے اس کا قول نہیں کیا، فقۂ حنفی میں تو بکرا، بکری وغیرہ ایک سال سے ایک دن بھی کم نہ ہونا چاہیے، ورنہ واجب ادا نہ ہوگا-

آقا علیہ السلام نے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کے لیے سونے کے کنگن پہننے کی اجازت عطا فرمائی، جب کہ شریعت مطہرہ نے مرد کے لیے سونا پہننا حرام قرار دیا ہے-

یونہی آقا علیہ السلام نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی اکیلے کی گواہی کو دو گواہوں کے قائم مقام فرمایا، جب کہ کسی دوسرے صحابی کی گواہی دو کے برابر نہیں- ایسے بہت واقعات ہیں، لیکن ان سب واقعات میں آقا علیہ السلام نے جس کے لیے جو فرمایا، وہ اُسی کے لیے ہے نہ کہ پوری اُمت کے لیے- ورنہ سونا پہننا سب کو جائز مانیے! یونہی ایک کی گواہی بھی دو مانیے! نکاح میں ایک گواہ سے ہی کام چلایئے اور زِنا میں دو سے ہی کام لیجیے کہ دو دونی چار ہوئے- رمضان میں روزہ توڑنے کا کفّارہ بھی ختم کریے، روز روزہ توڑیے اور بطورِ کفّارہ خود ہی اچھا اچھا بنا کر کھا جایئے! واہ کیا دین ہے!! اب روزہ کی ضرورت ہی نہ پڑے گی! یہ دین ہوا یا اپنی مرضی اور قضائے شہوات کی ادائیگی کا ذریعہ؟ کچھ بھی کریے، آقا علیہ السلام کے فعل کو لایئے اور آزاد ہوجایئے!

(10) خیر! آپ کو تو میٹھا میٹھا ہپ ہپ اور کڑوا کڑوا تھو تھو کی عادتِ قبیحہ ہے- آقا علیہ السلام پر چھ وقت کی نماز فرض تھی، آپ بھی چھ وقت کی پڑھیے، لیکن یہاں تو آپ کا دھرم سنّت پڑھنے کی بھی اجازت نہیں دیتا-
آقا علیہ السلام ہر 13، 14، 15 تاریخ کو روزہ رکھتے تھے، کبھی آپ نے اس طرف توجہ نہ کی، کیونکہ یہاں نفس پر شاق گزرتا ہے اور آپ ٹھہرے نفسِ امّارہ کے پجاری!

مسلمانو! اپنا دین اپنے علما سے سیکھو، نہ کہ ان ویڈیوز سے۔ اگر ایسا ہی حال رہا تو آپ کا پیسہ بھی برباد ہوگا اور واجب فرض سے بھی ہاتھ دھوئیں گے۔ یعنی تن سے مسلم اور من سے ملحد ہوتے نظر آئیں گے۔

علمائے کرام ومفتیانِ اسلام کے دامنِ کرم سے وابستہ رہیں، اور ان سے شرعی رہنمائی لے کر شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام وسنیت پر قائم رکھے۔ آمین ثم آمین، یارب العالمین! بجاہ سید المرسلین -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين۔

محمد اکبر علی برکاتی۔
باگی، کدورہ، جالون، یوپی